طالب محسن

استقامت

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:۱۵)

وعن سفیان بن عبد اللّٰہ الثقفی، قال: قلت: یا رسول اللّٰہ، قل لی فی الاسلام قولا لا أسئل عنه أحدا بعدک، وفی روایة: غیرک. قال: قل، آمنت باللّٰہ ثم استقم.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اللغۃ

فی الاسلام: اسلام کے بارے میں۔

الاستقامة: یہاں اس سے دین کے اوامر پر عمل اور نواہی سے گریز پر ثابت قدمی مراد ہے۔

ترجمہ

''حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ آپ کے بعد (اور ایک روایت میں آپ کے سوا) کسی سے نہ پوچھوں (یعنی پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔) آپ نے فرمایا: کہو میں ایمان لایا اور پھر اس پر جم جاؤ۔''

متون

اسی مضمون کی ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

قلت: يا رسول الله او صنی فقال: قل ربی الله ثم استقم قال، قلت ربی الله و ما توفيقی الا بالله عليه توكلت واليه انيب فقال ليهنك العلم ابا الحسن.

”میں نے رسول اللہ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: کہو اللہ میرا آقا ہے، پھر اس پر جم جاؤ۔ میں نے کہا: میرا آقا اللہ ہے۔ توفیق اللہ ہی دیتا ہے۔ میں اسی پر بھروسا کرتا ہوں۔ اسی کے آگے جھکتا ہوں۔ اس پر آپ نے کہا: ابوالحسن تمھیں یہ علم مبارک ہو۔“

لیکن الفاظ اور راوی ہی سے واضح ہے کہ مضمون میں کامل اشتراک کے باوجود یہ ایک الگ روایت ہے۔ البتہ ترمذی نے سفیان رضی اللہ عنہ کے ایک اور سوال کو بھی روایت کیا ہے:

قلت: يا رسول الله، ما اخوف ما اخاف علی. فاخذ بلسانه ثم قال هذا.

”میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز کون سی ہے کہ میں اس سے اندیشہ رکھوں۔ اس پر آپ نے اپنی زبان پکڑی اور کہا یہ ہے۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس اضافے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل گفتگو میں سوالات اور بھی کیے گئے ہوں گے۔ بہرحال موجود روایات میں سب سے مکمل روایت ترمذی ہی کی ہے۔

معنی

یہ روایت جوامع الکلم میں سے ہے اس میں دو ہی جملوں میں ساری بات سمیٹ دی گئی ہے۔ توحید کو ہمارے دین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح اسلام کو قبول کرنے کے بعد جو چیز مطلوب ہے وہ دین کے اوامر و نواہی پر عمل ہے۔ حقیقت کو قبول کرنے اور راہِ حق پر قدم رکھ دینے کے بعد جو چیز مراتب کے حصول کا ذریعہ ہو سکتی ہے وہ ایمانیات اور اعمالِ صالحہ پر استقامت ہے۔

قرآن سے تعلق

یہ روایت تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سراسر قرآنِ مجید سے ماخوذ ہے۔ سورۂ احقاف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

”لاریب وہ لوگ جنھوں نے کہا: اللہ ہمارا رب

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (۴۶:۱۳)

ہے، پھر اس پر جم گئے تو ان کے لیے وہ ٹھکانا ہے جس میں نہ ان کے لیے کوئی خوف ہو گا اور نہ ان کے لیے کوئی غم۔‘‘

اس آیۂ کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ کردار کی یہ خوبی کس شان دار انجام پر منتج ہو گی۔

کتابیات

مسلم، کتاب الایمان، باب ۱۳۔ ابنِ ماجہ، کتاب الفتن باب ۱۲۔ ترمذی کتاب الزہد، باب ۵۱۔ مسندِ احمد، عن سفیان۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com